حافظ محمد احمد بھٹی☆

توہینِ رسالت ﷺ اور مغربی رواداری

تمام باطل قوتیں اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ مسلمانوں کے نزدیک محمد کی ذات بابرکات مرکز ملت کی حیثیت رکھتی ہے اور ان سے محبت وعقیدت مسلمان اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں اور یہی وہ مرکز محبت ہے جس کے لیے مسلمان یہ برداشت کرلیتے ہیں کہ ان کے جسم تختہ دار پر جھولتے ہیں تو جھول جائیں، مگر یہ گوارا نہیں کرتے کہ محمد ﷺ کی ناموس وحرمت کے خلاف ایک حرف بھی بولا جائے۔

یہ پاکستان کے مسلمانوں کی آپ ﷺ سے محبت ہی تھی کہ پاکستان میں گستاخ رسول کی سزا 'موت' کا باقاعدہ قانون بنوایا گیا اور مغرب ویورپ کی طرف سے پاکستان میں اس قانون کو ختم کرنے کے لیے رواداری کے نام پر درپردہ کی جانے والی کوششیں کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں۔

آج رواداری کے نام پر اُمت کی رگوں سے جوہر غیرت اور عقیدت رسول کا خاتمہ کرنے کی بھیانک سازش ہورہی ہے اور اُمت کو اس بات کا درس دیا جارہا ہے کہ جس طرح اَقوام عالم اور مذاہب عالم سے رواداری مسلمانوں کا شیوہ ہے۔ اسی طرح گستاخی رسول کو بھی رواداری کی وجہ سے برداشت کرلینا چاہیے، کیونکہ یہ گستاخی آزادی تحریر وتقریر کے انسانی حق کی رو سے درست ہے کتنی عجیب منطق ہے۔ گستاخی کہیں ہو، کیسی بھی ہو اسے آج کسی بھی انسان کے لیے روا نہیں رکھا گیا۔ چہ جائیکہ وہ گستاخی ایک اَرب سے زائد انسانوں کی جان سے عزیز تر ہستی کی کی جائے۔

ہمیں بسر وچشم تسلیم ہے کہ حضور اَقدس کی حیات مبارکہ شفقت ورحمت، عفو ودرگزر، محبت مؤدت، اَخلاق کریمانہ اور خصائل رحیمانہ کا بہترین نمونہ ہے، مگر ان تمام صفات مبارکہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان پہلوؤں کو بنیاد بنا کر گستاخ رسول کے لیے درگزر کی راہیں تلاش کی جائیں اور آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں جو دینی غیرت کا روشن باب ہے اس پر بھی انصاف پسندی، وسیع النظری اور رواداری کا پردہ ڈال کر ڈھانپ دیا جائے۔

یہ بجا کہ آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے عفو ودرگزر کی بے پایاں مثالیں قائم فرمائیں، لیکن جب توقیر رسالت پر حملہ ہو، محرمات الٰہی پہ زد پڑے، شعائر اللہ کی بے حرمتی ہو یا حق وباطل کے خلط ملط ہو جانے کا اندیشہ ہو، وہاں آپ سے کسی قسم کی وسیع النظری یا رواداری منقول نہیں۔ بلکہ ان مقامات پر آپ نے باطل کے ساتھ ادنیٰ سا 'کمپرومائز' بھی برداشت نہ فرمایا۔ تریسٹھ سال پر محیط آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا لحہ لحہ ہمارے سامنے ہے۔ آپ کی زندگی (سیرت طیبہ) کا مطالعہ یہ بتلاتا ہے کہ آپ نے ساری زندگی انتقامی رویہ اختیار نہیں کیا۔ تاریخ اس پر شاہد ہے کہ آپ ﷺ کی گستاخی ہمیشہ اسلام پر شب خون تصور کی جاتی رہی ہے اور اِسلامیان عالم نے ایسے گستاخان وقت کا ہمیشہ پوری ہمت اور جذبے سے خاتمہ کیا۔ ذیل کی سطور میں چند ایسی مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

☆فاضل كلية القرآن الكريم، جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

◉ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جو کعب بن اَشرف سے نبٹے؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اِیذا دی ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہ کام کروں گا اور کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کو قتل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ پھر آپ ﷺ مجھے اِجازت دیں کہ میں خلاف واقعہ (بہانے کے طور پر) کچھ کہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہہ دینا۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمیں ایک وسق یا دو وسق غلہ قرض دے دو۔ کعب نے کہا اپنی عورتیں میرے پاس گروی رکھ دو۔ کہنے لگے تم عرب کے حسین ترین آدمی ہو ہم اپنی عورتیں تمہارے پاس گروی نہیں رکھ سکتے کہ وہ ایک دو وسق کے لیے گروی بنیں یہ ہمارے لیے رسوائی کی بات ہے، لیکن ہم اپنا اسلحہ گروی رکھ سکتے ہیں۔ یہ وعدہ لے کر اس کے پاس سے چلے گئے، دوبارہ اس کے پاس آئے اور اسے قتل کر دیا، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہیں بھی اس کے قتل کی خبر دی۔'' [صحيح البخاري:٢٥١٠، ٤٠٣٧]

◉ ایسے ہی گستاخِ رسول ﷺ عبداللہ بن خطل کو صحابی رسول سعید بن حریث رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کے پردوں سے چمٹے ہوئے قتل کیا تھا۔ [صحيح البخاري:٤٠٣٧]

◉ ۱۹۲۰ء، ۱۹۳۰ء میں برطانوی دورِ حکومت میں ہندوؤں کی طرف سے توہین رسالت کے متعدد واقعات پیش آئے چنانچہ توہین رسالت کے مرتکبین کو مسلمانوں نے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ قتل کرنے والے مسلمانوں پر برطانوی حکومت کی طرف سے مقدمات چلائے گئے اور انہیں تعزیرات ہند ۱۸۶۰ء کے تحت موت کی سزا دی گئی۔ پھانسی پانے والے تمام مسلمانوں کو ایشیاء کے مسلمانوں نے قومی ہیروز کا درجہ دیا۔ ان میں غازی علم دین شہید خاص طور پر قابل ذکر ہیں جو ایک اَن پڑھ بڑھئی نوجوان تھا۔ جس نے ۶ر اپریل ۱۹۲۹ء کو لاہور میں گستاخ رسول ہندو راج پال کو قتل کیا۔ یاد رہے کہ غازی علم دین شہید کی سزائے موت کے خلاف آخری اپیل خود محمد علی جناح نے کی جب غازی کی اپیل مسترد ہوئی اور ۳۱ر اکتوبر ۱۹۲۹ء کو تختہ دار پر لٹکایا گیا تو علامہ اقبالؒ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ انہوں نے کہا: ''ہم محض باتیں کرتے رہ گئے جب کہ ترکھان کا بیٹا بازی لے گیا۔''

[فقیر سید وحید الدین، روزگار فقیر، لاہور، لائن آرٹ پریس، ۱۹۹۵، ۲/۳۶، ۳۹]

◉ ستمبر ۱۹۳۴ء میں کراچی کے ایک ہندو وکیل نتھو رام نے حضور ﷺ کے لیے توہین آمیز کلمات استعمال کیے تو ایک کو جوان عبدالقیوم نے بھری عدالت میں اس بدبخت کو قتل کر دیا تھا اور عبدالقیوم کو پھانسی کی سزا دی گئی۔

ان شہیدانِ ملت کے لیے اقبال نے کہا تھا:

اِن شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں خوں جن کا حرم سے بڑھ کے

آج مغرب رواداری اور وسیع النظری کی آڑ میں مسلمانوں کے ایک ایک کر کے تمام شعائر کو مٹا دینا چاہتا ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیائے کائنات میں اُندلس کی طرح ایک بھی اسلام کا نام لیوا نہ رہے۔

مغرب کا آزادی صحافت اور رواداری کا واویلا صرف مسلمانوں کے لیے ہے جہاں اسلام کی اشاعت کی بات ہوتی ہے یہ کسی نہ کسی بہانے سے اسلام کے خلاف کوئی نہ کوئی ایشو کھڑا کر دیتا ہے اور اسے وہشت گردی کا نام دے کر

دبانے کی کوشش میں رہتا ہے جبکہ جہاں اس کے مفاد اور اسلام کو دبانے کے اقدامات ہو رہے ہوں تو وہاں گونگے شیطان کا کردار ادا کرتے ہوئے چپ سادھ لیتا ہے بلکہ درپردہ اپنے تمام لشکروں کے ساتھ میدان میں اتر آتا ہے۔ مغرب کا یہ دوہرا معیار اہل خرد سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے، جس کی مثالیں تاریخ میں محفوظ ہیں ان کے دوہرے معیار کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ

◉ ۱۹۷۷ء میں امریکی یہودیوں نے ایک فلم بنائی جس کا نام 'محمد پیغمبر خدا' تھا۔ مسلمانوں نے شدید احتجاج کیا، لیکن یہ بند نہ کی گئی تو ایک غیور مسلمان خلیفہ حماس عبدالخالص نے واشنگٹن میں چند یہودی افسروں کو یرغمال بنا کر مسلمانوں کا مطالبہ تسلیم کروایا، مگر بعد میں خلیفہ حماس ہی نہیں، بلکہ اس کی بیوی اور تین معصوم بچوں کو بھی شہید کر دیا گیا۔ کیا یہ بھی رواداری تھی؟

◉ جولائی ۱۹۹۷ء میں ایک یہودی عورت نے نبی کریم ﷺ کی گستاخی دیواروں پر توہین آمیز پوسٹر آویزاں کر کے کی۔ جسے نیویارک سے شائع ہونے والے معروف یہودی ہفت روزہ 'جیوش ویک' نے 'مجاہدہ' قرار دیتے ہوئے اس پر طویل اداریہ تحریر کیا۔ کیا یہ بھی رواداری تھی؟

◉ اسرائیل کے شہر 'اشدود' میں قائم یہودی ڈسکو ڈانس کلب کا نام 'مکہ' رکھا گیا، دنیا میں کتنی ایسی مساجد اور مسلمانوں کی عبادت گاہیں ہیں جن کو جلا دیا گیا اور کچھ عجائب گھروں میں تبدیل کر دی گئیں اور عریاں فلموں کے لیے کھول دی گئیں۔ گوانتانا موبے میں انسانیت کی بھلائی پر مبنی کتاب عزیز (قرآن) کو ٹشو کے طور پر استعمال کیا گیا، کیا یہ بھی انصاف پسندی اور رواداری ہے؟ اگر کسی اسلامی ملک میں قائم چرچ میں یہی کارروائی ہو تو یہی مغرب رواداری و آزادی مخالف کا واویلہ مچا دیتا ہے۔

◉ کیا کسی قوم، ملک اور معاشرے کے مجرموں کو پناہ دینا اور انہیں اعزازات سے نوازنا بھی انصاف پسندی اور رواداری ہے؟ اگر نہیں، تو پھر مسلمانوں کے مجرم سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کو کس لیے پناہ دی گئی ہے؟

◉ سلمان رشدی کے جواب میں برطانیہ کے پاکستانی ڈاکٹر بشیر احمد نے کتاب لکھی مگر کوئی برطانوی پبلشر اسے شائع کرنے پر تیار نہ ہوا۔ بلکہ اس جرم میں اسے برطانیہ چھوڑنا پڑا، گویا کہ اسلام کے خلاف بولنے، لکھنے کی پوری آزادی اور اسلام کے حق میں لکھنے پر پابندی، کیا یہ بھی رواداری ہے؟

◉ اسی طرح ستمبر ۲۰۰۵ء میں توہین آمیز خاکے شائع ہوئے۔ پھر فروری ۲۰۰۶ء، اگست ۲۰۰۷ء میں اور پھر اسی سال یعنی ۱۳ فروری ۲۰۰۸ء کو بھی شائع ہوئے۔ کیا مغرب اس میں رواداری کا درس بھول گیا؟

اے اہل مغرب!

ان سب باتوں کے باوجود بھی تم روادار ٹھہرے اور ہم متعصب اور دہشت گرد۔ تمہارا اصل چہرہ بے نقاب ہو چکا ہے تمہاری تہذیب مٹتی جا رہی ہے۔ اب دنیا کو تم ورغلا نہیں سکتے جن افراد تک اسلام کا نور پہنچ چکا وہ اس کی روشنی سے اپنے راستے ڈھونڈ رہے ہیں۔ تمہاری خودساختہ رواداری اور مادر پدر آزادی تمہارا منہ چڑا رہی ہے اور تمہارے علاقوں میں تہذیب مغرب سے برگشتہ لوگ گروہ در گروہ تہذیب اسلامی کے دامن میں پناہ لے رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں جب تمہاری دم توڑتی تہذیب آخری سانس لے اور پھر تہذیب مغرب کا سورج مغرب میں ڈوب جائے گا۔ ان شاء اللہ